# شذرات

## سورہ مومن کی مجمل تفسیر

آیت نمبر ایک سے آیت نمبر ۲ تک اللہ تعالیٰ کے حاکمانہ صفات کا ذکر ہے یعنی تعلیم کا حاکم اللہ تعالیٰ ہے جو ان کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس جماعت کو صحیح نظریات دے اور انسانی جماعت اول سے لے کر آخر تک ان نظریات پر مستحکم رہے یعنی انسانی جماعت کو اخلاقی حالت سے لے کر آخری طاقتور گورنمنٹ قائم کرنے تک بنیادی اصولوں میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یا ترمیم کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

کوئی آدمی چھوٹا ہو یا بڑا، اجتماعی قوت کے مالک ہونے کا حقدار نہیں ہے یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ اجتماعیت کا مالک ایک انسان ہو یا ایک قوم، اگر اس اجتماعی قوت کے کسی حصہ کا مالک ایک انسان یا ایک قوم کو تسلیم کیا جائے تو پھر بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ہوگی جو آگے چل کر بڑی مشکلات کا باعث ہوگی اس لئے تمام قوت اور قانون کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دیا گیا یعنی جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اس کی تدبیر کا بھی وہی مالک ہے۔ اسی لئے قرآن شریف نے یہ فیصلہ پیش کیا ہے کہ اجتماعی قوت یا انسانیت کا مالک فقط ایک اللہ ہے۔

### اللہ تعالیٰ کے اسماء

جس طرح دوسرے مذاہب میں اللہ تعالیٰ کے کئی اور اسماء آئے ہیں اور ان سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے اسلام نے ان کو تسلیم کیا ہے مگر وہ نام جو بڑے بادشاہوں، بڑے پیشواؤں اور گروں کے ہیں دوسرے مذاہب میں ایسے ناموں سے بھی اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے اسلام ایسے ناموں کو رد کرتا ہے جیسے خداوند یسوع مسیح، رام یا کرشن بھگوان یا بدھ وغیرہ اس قسم کے ناموں سے اللہ کو یاد کرنے سے اسلام رد کرتا

سہے کیونکہ اس سے شرک کی بو آتی ہے۔ آگے چل کر یلحدون فی اسمائہ کے معنی یہی ہیں۔ پھر غلط عقیدہ اور خیال کے لوگ یسوع کو یا رام و کرشن کو خدا سمجھ کر انسانیت کا مالک اعتقاد کرتے ہیں چاہیے اس قسم کا خیال یا عقیدہ مسلمانوں میں سے کسی فرقہ کا کیوں نہیں ہو اسلام اس کو رد کرتا ہے کیونکہ دوسرے لوگ جو اقتدار پرست ہوتے ہیں وہ اس سے فائدہ حاصل کرکے انسانیت کے مالک بن جاتے ہیں اور یہی شرک ہے لآ الٰہ الا اللہ کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔

اب ایک دوسری چیز سامنے آجاتی ہے کہ ایک بادشاہ با اختیار خود مختار اور عادل انسانیت میں اچھا انتظام پیدا کرتا ہے اور اس نظام پر اپنا قبضہ نہ جمائے اور اس مملکت کو اپنے خاندان کے لئے مخصوص نہ کریں۔ ایسا حاکم اپنی قوم میں سے اپنا شخصی اقتدار چلاکر قوم کے خیر خواہ نما بندوں کو جمع کرکے انتظام ان کے سپرد کردے اور ان کو اپنے ساتھ شریک کرے اسی طرح یہ طاقت بااختیار قوم کو بہترین طاقت بناکر پھر اپنے کو بھی ان کا پابند کرے تو یہ اگرچہ طاقت کے بل بوتے پر پیدا ہوا ہے مگر یہ انتظام انسانیت کے لئے رحمت کا ذریعہ ہوگا۔

ایسی طاقت ایسے حاکم کی وفات کے بعد انسانی سوسائٹی نظام پر چل کر ترقی کرتی رہے گی۔

آیت ۱۲ آیت ۹ تک ملاء اعلیٰ عرش الٰہی کے حاملین کی ایک جماعت ہے وہ احکام الٰہی کے زمین تک پہنچانے کا ایک ذریعہ اور واسطہ ہے عرش کے حاملین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے انسانیت کے لئے بہترین انتظام کی طلب کرتے رہتے ہیں، انسان کی اعلیٰ سے اعلیٰ سعادت کہ وہ ایسے اچھے کام کرے جن کی بدولت وہ ملااعلیٰ کی جماعت میں جاکر شامل ہو اس عقیدہ کی ماننے والی سوسائٹی کبھی خود مختار ہوکر ظلم کرنے یا شخصی اقتدار کی خواہش نہیں کرے گا بلکہ اس کا کام عالم انسانیت کی بہتری ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو پیدا کی ہوئی سوسائٹی کا ایک فرد کرکے رکھا اور فرمایا کہ میں رسول ہوں کسی کا مالک نہیں ہوں میں اس سوسائٹی کا ایک پیغمبر ہوں جس طرح ملأ اعلیٰ کی جماعت آسمان میں نائب جماعت ہے اور اللہ کے احکام زمین پر پہنچاتی ہے اسی طرح میری جماعت زمین پر نائب ہوکر کام کرے گی اور حاکم فقط اللہ تعالیٰ کو سمجھے گی یعنی حکومت اور ملکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔

آیت نمبر۱ سے نمبر۱۱ تک انسان کی جزا و سزا اس قانون کے ماتحت ہوگی جو قانون ملأ اعلیٰ کا ہوگا۔ ملأ اعلیٰ کی جماعت کے نظریہ کے دو حصے ہیں۔ اول یہ کہ دنیا کے جہان میں صالحین کی ایسی جماعت پیدا ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کو زمین پر انتظام مطلوب ہو، اس طرح نظام قائم کرکے اپنے کو اس نظام کی نمائندہ جماعت سمجھے مالک نہ سمجھے، دوسرا نظریہ یہ ہے کہ وہ جماعت جو پہلے نظریے کے مطابق پیدا ہوئی ہے۔ اس کو ایسی سعادت مندی کے لئے دنیا میں بھی عوض دیا جائے یعنی دنیا میں ان کو عزت حاصل ہو، مطلب یہ کہ دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو، اس قسم کی جماعت کے افراد میں سے اگر کسی سے غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہوں گی جو لبعد میں اس کی انھوں نے اصلاح بھی کی ہوگی تو ایسی غلطیاں ان سے معاف کی جائیں گی۔ تب معلوم ہوا کہ بڑی جماعت یا بڑے انقلاب میں بھی معمولی غلطیاں ہونے کا احتمال ہوتا ہے مگر ایسی غلطیاں نظر انداز کی جاتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ اصل مقصد کو نہ چھوڑیں اور آخرت میں ان کے لئے بڑی کامیابی ہے۔

اس مذکورہ جماعت کے بالمقابل یا ضد میں جو جماعت ہوتی ہے وہ جماعت ارتجاعی کہلاتی ہے اس جماعت کا مقصد یا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ جو جماعت دقوت پیدا ہوئی ہے اس کا مالک کسی خاص انسان یا خاص قوم کو بنایا جائے اور ایسا انسان جس کو مالک سمجھا جاتا ہے اور وہ بھی اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو قرآنی اصطلاح میں اس کو فرعون یا فرعونی حکومت کہا جاتا ہے۔

اس سورت میں دکھایا گیا ہے کہ اگر کوئی فرعون یا فرعونی طاقت پیدا ہو جائے تو اس جماعت کی کس طرح بیخ کنی کی جائے۔ اس کو آگے چل کر اس سورت میں سمجھیں گے۔